بول چال

جانشینِ امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

درخشاں مستقبل.........!

شب یلدا کی وحشت ظلمات میں جب ہماری کائنات، حوادث کے طوفان میں ڈولنے لگی تھی، ہم نے ایک صدا بلند کی...... "فطرت کا دستور اٹل ہے اور مشرق کی اندھیاریوں میں ایک دائم درخشاں مستقبل ہمارا منتظر ہے"۔ طوفانوں نے تمسخر آمیز قہقہہ بلند کیا اور........ خوفناک ماحول کی گونج نے اس قہقہہ کے ساتھ ہی تالیاں بجا کر ہماری ہنسی اڑا دی۔ مگر وہ صدا نہاں خانۂ قلب سے بلند ہوئی تھی۔ اس لئے ان ٹھہاکوں (۱)☆ اور تالیوں کی چیخ دھاڑ پر چھا گئی۔ اور جب گھٹاٹوپ تاریکیوں کی متوحشانہ چیخیں بالکل دب گئیں تو اچانک:

ایک روشن سویرا ابھرنے لگا
روئے آفاق سے زنگ اترنے لگا
اور گیسوئے فطرت سنورنے لگا
نورِ ایقاں سے عالم نکھرنے لگا

اجالا ہوا۔ سویرے کی کمان تن گئی۔ سورج نے چلہ چڑھایا، شعاعوں کے زریں تیر لپکے اور مغرب کی طرف دبکتی ہوئی اندھیاریوں نے دم توڑتے ہوئے کہا... "تم ٹھیک کہتے تھے"۔ یہ آواز نئی نئی روشنی کی گہرائیوں میں نفوذ کر گئی اور چہار جانب سے ہمیں یہی صدا سنائی دینے لگی"۔ تم درست کہتے تھے، تم نے سچ کہا تھا"۔

ان آوازوں نے ہمیں مغرور نہیں کیا۔ بلکہ ہمیں جرأت دلائی اور ہمارے اس ادعاء کی تصدیق کر دی کہ اس سفر میں شاہراہ واضح ہے اور منزل معین ہے۔ اس لئے بڑھنا اور بڑھتے ہی چلے جانا حقیقی زندگی ہے۔ "مستقبل" میں آپ ہمارے اقدام اٹھتے ہوئے دیکھیں گے۔ ایسی راہ پر جو معیشت و معاد کے خداشناس، غیر فانی اور نباض فنکاروں نے تراشی ہے۔ ایسی سرعت سے جو ہماری حیات موجودہ کا اقتضاء ہے۔ ایسے عزم سے جس کے نزدیک وسعت عالم ایک زقند سے زائد حیثیت نہیں رکھتی۔

دنیا اپنے تمدنی اور معاشرتی خولوں کو توڑ کر برق رفتار تیزی سے بڑھتی اور اڑی جا رہی ہے۔ اقوام عالم کی سیاسی تقدیر لحظہ بہ لحظہ منقلب ہو رہی ہے اور ممالک کی قسمت ہر لمحہ ایک انگڑائی لے کر کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔ جنگ عظیم ثانی کی ابتداء سے اس وقت تک نقشۂ خاکی پر جو نت نئے آثار ہویدا ہو رہے

(۱)☆ "ٹھہاک" ہندی لفظ ہے، اس کے معنی ہیں، قہقہہ ہنسی، دھماکا۔ (مدیر)

ہیں، ان کی بوقلمونی ہی کچھ کم استعجاب آمیز نہیں ہے کہ ابھی جن کا ظہور ارژنگ سیاست کے پس منظر میں جنم لے رہا ہے۔ نہ جانے ان کی بدعت آفرینی کیا کچھ رنگ لائے گی۔ ملک سکرات کے دردناک عذاب میں مبتلا ہے۔ اس کی شریانیں فکر و عمل کے صالح خون سے محروم ہو چکی ہیں۔ اس کے جوارح میں زندگی دم توڑ رہی ہے۔ اس کی روح تمدن و معاشرت مضمحل ہے۔ اس کا نظامِ حیات کدورتِ فساد کی دلدلوں میں پٹا پڑا ہے۔ اس کا مجروح کردار زخم سے گھاؤ اور گھاؤ سے ناسور بن کر خون کے سوتے بہا رہا ہے۔ معالج ششدر ہیں اور مریض متشوش ہے۔ مگر اس کے آس پاس بیکراں زندگی کی لہریں جولاں و رقصاں ہیں۔ اس لئے یاس و قنوط کا شکار نہ ہونا چاہیئے۔ البتہ ایک بقاء آمیز سہارا لازمی ہے۔ جس کی حیات آفرینی تہ نشیں کسل و پژمردگی کے آہنی پنجہ سے صحت و شگفتگی کو واپس چھین لے۔ ایک پر اعتماد سنبھالا غنیمت ہو گا۔ اور ہمیں وثوق ہے کہ ہمارے نباض و خدا شناس فنکار اس سنبھالے سے بھرپور فائدہ اٹھا کر اسے ایک ایسی حیات طیبہ مستمرہ سے بدل ڈالیں گے۔ جو نہ صرف ملک بلکہ اس کرۂ ارضی کے لئے ایک مسلسل درخشانی اور دائمی مستقبل کی بنیاد ثابت ہو گی۔ اور اس انقلابی تعمیر میں امکانی سعی و تعاون کے لئے "ادارہ مستقبل" کا آغوش ہر اس خدا شناس مسلم ادیب، شاعر اور نقاد کے لئے وا ہے، جو ظلمات میں کرنوں کو ٹٹول لینے کا مشتاق ہے اور ریگزاروں سے چشمے بہا لانے پر قادر ہے۔

سید ابوذر بخاری

امیر نادیۃ الادب اسلامی

قیم ادارہ "مستقبل" ملتان

۱۷۔ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ

۱۴۔ جولائی ۱۹۴۹ء

ماہنامہ "مستقبل" ملتان

جلد: ۱ شمارہ: ۲، ۳

شوال، ذوالقعدہ: ۱۳۶۸ھ

اگست، ستمبر: ۱۹۴۹ء

بقیہ از ص 14

احترام اعلانِ واشنگٹن کی اصل روح تھی اور اگر کشمیر تقسیم ہو جائے تو یہ اعلان واشنگٹن کے عین مطابق ہو گا۔ تقسیم کشمیر سے مسلمانوں کو کچھ نہ ملے گا۔ جو کچھ بھی لینا ہے وہ سری نگر اور گردو نواح میں موجود ۸۰ ہزار قادیانی لیں گے۔ ہم محض قادیانیوں پر لعن طعن کر کے تقسیم کشمیر کی بین الاقوامی سازش کو ناکام نہ بنا پائیں گے بلکہ اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے ان مسلمان لیڈروں کا گریبان بھی پکڑنا ہو گا جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقے سے مغربی طاقتوں اور قادیانیوں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں۔ کشمیر تقسیم ہو گیا تو سرینگر ائیرپورٹ پر کھڑے اسرائیلی طیارے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے لئے ایک مستقل خطرہ بن جائیں گے۔ (بشکریہ "اوصاف" اسلام آباد ۲۷، ستمبر ۱۹۹۹ء)